# تفسیر نور العرفان (قسط ۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورت نوح (۱۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضرت حسن (بصری) سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں چند لوگ مختلف شکایات لائے، کسی نے قلت بارش کی، کسی نے بے اولاد ہونے کی، کسی نے کھیت میں پیداوار کم ہونے کی شکایت کی، آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا۔

(تفسیر نور العرفان، ص911)

ثابت نہیں۔

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور عرش وفرش کے بادشاہ بنا کر بھیجے گئے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص913)

غلو پر مبنی بے دلیل دعویٰ ہے۔ عرش وفرش کا بادشاہ اور مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''عالم کی چیزیں صفات الٰہی کی مظہر ہیں، مگر بعض صفات کی تجلی رب نے ساری مخلوق پر ڈالی ہے، جیسے وجود وحیات اور بعض کی خاص پر، جیسے ملک، علم اور بعض کی کسی پر نہیں، جیسے ازلی یا خالق ہونا، آئینہ آفتاب کی تجلی پا کر سورج نہیں بن جاتا، ایسے ہی بندہ تجلی صفت الٰہی پا کر رب نہیں بن جاتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص915)

گمراہی پر مبنی کفریہ عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کی تجلی کسی مخلوق پر نہیں ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق نہیں، جبکہ مخلوق کی صفات مخلوق ہیں۔ وجود وحیات اور علم کو تجلی الٰہی قرار دینا درست نہیں۔ پھر اس گمراہی کو ثابت کرنے کے لیے یہ مثال بیان کرنا کہ ''آئینہ آفتاب کی تجلی پا کر سورج نہیں بن جاتا، ایسے ہی بندہ تجلی صفت الٰہی پا کر رب نہیں بن جاتا'' بھی درست نہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں چیز میں اللہ تعالیٰ کی صفت کی تجلی ہے۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نبوت حضور کا دثار اور ولایت حضور کا شعار یعنی اندرونی لباس۔''

(تفسیر نور العرفان، ص918)

باطل بات ہے۔ نبوت کو دثار (اوپر والا لباس) قرار دینا اور ولایت کو اندرونی لباس قرار دینا درست نہیں۔ انبیائے کرام کے متعلق ایسی اصطلاحات استعمال کرنے سے گریزاں رہنا چاہیے۔ یہ اہل سنت کا طریقہ نہیں۔ گمراہ صوفیوں کی تقسیم ہے، جو ولایت کو نبوت پر فائق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس خاتم النبیین ہونے کا لازوال اعزاز ہے۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''دنیا میں بعض مقبول بندے سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔
حضرت سلیمان نے بہت دور سے چیونٹی کی آواز سن لی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص920)

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کی آواز سننا معجزہ تھا، معجزات عمومی دلیل نہیں ہوتے۔ دراصل مفتی صاحب مقام نبوت کو سمجھ ہی نہیں پائے، اس لیے سلف صالحین کی مخالفت میں

قرآن وحدیث کی غلط تعبیریں پیش کرتے ہیں۔لہٰذا یہ کہنا کہ ’’بعض مقبول بندے سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتے ہیں‘‘ بے دلیل بات ہے۔

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’انہوں (کفار) نے کنکریوں، پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھ لیا، چاند پھٹتے، سورج واپس آتے دیکھا۔‘‘

(تفسیر نورالعرفان،ص921)

کنکریوں، پتھروں کا کلمہ پڑھنا اور سورج کا واپس پلٹنا ثابت نہیں۔البتہ کنکریوں کا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا اور پتھروں کا نبی کریم ﷺ پر سلام کہنا ثابت ہے۔

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’حضور ﷺ اور صحابہ کرام مظہر ذات کبریا ہیں۔‘‘

(تفسیر نورالعرفان،ص922)

کفریہ کلام ہے۔مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کبریا کا مظہر نہیں۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’بعض عاشقوں کو بوقت وفات حضور انور کا دیدار کرایا جاتا ہے۔‘‘

(تفسیر نورالعرفان،ص922،931)

بے حقیقت بات ہے۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’حضرت آدم نے عرش اعظم اور جنت کے ہر پتہ پر حضور کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا۔‘‘

(تفسیر نورالعرفان،ص923)

❁ کعب احبار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْزَلَ عَلٰى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِصِيًّا بِعَدَدِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ابْنِهِ شِيثَ، فَقَالَ : أَيْ بُنَيَّ! أَنْتَ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي، فَخُذْهَا بِعِمَارَةِ التَّقْوٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، وَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاذْكُرْ إِلٰى جَنْبِهِ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي رَأَيْتُ اسْمَهٗ مَكْتُوبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ، وَأَنَا بَيْنَ الرُّوحِ وَالطِّينِ، ثُمَّ إِنِّي طُفْتُ السَّمٰوَاتِ، فَلَمْ أَرَ فِي السَّمَاءِ مَوْضِعًا إِلَّا رَأَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوبًا عَلَيْهِ، وَإِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَسْكَنَنِي الْجَنَّةَ، فَلَمْ أَرَ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا وَّلَا غُرْفَةً إِلَّا رَأَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَّكْتُوبًا عَلَيْهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَّكْتُوبًا عَلٰى نُحُورِ الْحُورِ الْعِينِ، وَعَلٰى وَرَقِ قَصَبِ آجَامِ الْجَنَّةِ، وَعَلٰى وَرَقِ شَجَرَةِ طُوبٰى، وَعَلٰى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَعَلٰى أَطْرَافِ الْحُجُبِ، وَبَيْنَ أَعْيُنِ الْمَلائِكَةِ، فَأَكْثِرْ ذِكْرَه، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَذْكُرُه فِي كُلِّ سَاعَاتِهَا، صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

*’’اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر تمام انبیا مرسلین کی تعداد کے برابر لاٹھیاں نازل فرمائیں۔ پھر وہ اپنے بیٹے شیث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بیٹا! میرے بعد تُو میرا خلیفہ ہے۔ انہیں تقویٰ اور عروۂ وثقی کے ذریعے پکڑ لے۔ جب بھی*

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو ساتھ محمد ﷺ کا نام بھی لینا۔ میں نے اس وقت عرش کے پائے پر ان کا نام لکھا دیکھا تھا جب میں روح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر میں نے آسمانوں کا چکر لگایا تو ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں محمد ﷺ کا نام نہ ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں بسایا، تو میں نے جنت میں کوئی محل یا کمرہ نہیں دیکھا، جہاں محمد ﷺ کا نام نہ ہو۔ میں نے محمد ﷺ کا نام جنت کی حوروں کے سینوں پر لکھا دیکھا، جنت کے محلات کی اینٹوں پر، طوبیٰ کے درختوں کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، نور کے پردوں کے اطراف پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا۔ تُو ان کا ذکر کثرت سے کیا کر، کیونکہ فرشتے ہر وقت آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔''

(الدّيباج للخَتَلّي : 112، تاريخ ابن عساكر : 281/23)

سفید جھوٹ ہے۔

۱۔ محمد بن خالد دمشقی ہاشمی کے بارے میں ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ''یہ جھوٹ بولتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل : 244/7)

۲۔ شریح بن عبید نے کعب احبار کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ حافظ مزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْهُ . ''شریح نے کعب کا زمانہ نہیں پایا۔''

(تَهذيب الكمال : 8/324-325)

۳۔ محمد بن زفر اصبہانی کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

۴۔ زکریا بن یحییٰ مدائنی کے بارے میں حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں اسے پہچان نہیں پایا۔''

(مَجمع الزّوائد : 10/125-126)

۵۔ صاحب کتاب اسحاق ختلی کے متعلق دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ . ''قوی نہیں۔''

(سؤالات الحاکم : 58)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(سؤالات الحاکم : 58)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِي كِتَابِهِ (الدِّيبَاجِ) أَشْيَاءُ مُنْكَرَةٌ .

''اس کی کتاب ''دیباج'' میں بہت سی منکر روایات ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 13/343)

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طفیل سے (آدم علیہ السلام) دعا مانگتے تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص923)

اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''(سورت دہر کی) یہ اٹھارہ آیات حضرت علی وحسنین وفاطمہ الزہرا اور بی بی فضہ کے حق میں نازل ہوئیں، کہ ان بزرگوں نے حضرات حسنین کے بیمار

ہونے پر تین روزوں کی نذر مانی، ان کی صحت یابی پر تین روزے رکھے، مگر ہر روز افطار کے وقت مسکین، یا غریب یا قیدی آ گئے، انہیں روٹیاں دے دیں اور خود تینوں دن بھوکے سو رہے، اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تاجِ دارِ هل أتى کہا جاتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص923)

یہ واقعہ تفسیر ثعلبی (۲۸/ ۲۲۶) میں موجود ہے، اس کی تمام سندیں جھوٹی ہے۔

**پہلی سند**

۱۔ محبوب بن حمید بصری کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

۲۔ قاسم بن بہرام ابو ہمدان متروک ہے۔

۳۔ لیث بن ابی سلیم سیء الحفظ اور مدلس ہے۔

**دوسری سند**

۱۔ عبداللہ بن حامد وزان کی توثیق نہیں ملی۔

۲۔ محمد بن احمد بن سہیل باہلی حدیثیں گھڑتا تھا۔

۳۔ ابو مسعود عبدالرحمٰن بن مہر کے حالات نہیں ملے۔

۴۔ ابو علی عنبری کون ہے؟ معلوم نہیں۔

۵۔ محمد بن سائب کلبی متروک و کذاب ہے۔

۶۔ ابو صالح ضعیف و مختلط ہے۔ خود کہتا ہے کہ میں نے اختلاط کے بعد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

**تیسری سند**

۱۔ ابوالحسن المؤدب احادیث گھڑتا تھا۔

۲۔ شعیب بن واقد مزنی کی احادیث پر جرح کی گئی ہے۔

۳۔ قاسم بن بہرام ابو ہمدان متروک ہے۔

۴۔ لیث بن ابی سلیم سیء الحفظ اور مدلس ہے۔

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت علی مرتضٰی، حسن، حسین، فاطمہ الزہرا اور بی بی فضہ رضی اللہ عنہم اور ان کے صدقے سے ان کے گناہ گار غلام، اللہ ہمیں بھی ان کی غلامی نصیب کرے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص924)

یہ شیعیت ہے۔ اہل بیت کے بارے میں غلو ہے۔

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین و بی بی فضہ رضی اللہ عنہم یقیناً جنتی ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص924)

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، مگر ان کا یہاں بطور خاص ذکر کرنے کا محل و موقع نہیں۔

یہ آیات ان کی شان میں نازل ہی نہیں ہوئیں، تو ان سے ان کے بارے میں فضیلت کا بیان کیوں کر درست ہوگا؟

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت حسین تو صابروں کے سردار ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص924)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ ہیں، گلستان نبوت کے پھول ہیں،

نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ آپ کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔ مگر آپ کی شان میں غلو کسی صورت صحیح نہیں، بعض لوگوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر اسلام کے مقابلہ میں دین گھڑ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت برحق ہے، مگر آپ کو صابروں کا سردار قرار دینا محتاج دلیل ہے۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ لوگ دنیا میں شریعت کے پیالے علما کے ہاتھوں اور طریقت کے چھلکتے ہوئے جام مشائخ کے ہاتھوں سے پیتے ہیں اور جنت میں کوثر وسلسبیل کے جام غلمان کے ہاتھوں پیتے ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص928)

طریقت کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ صوفیا کی بدعی اختراع ہے۔ جنہیں یہ مشائخ سمجھتے ہیں، یہ مشائخ نہیں، بلکہ جاہل اور گمراہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے سنیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، درحقیقت رافضی ہیں، تقیہ سے کام لیتے ہوئے خانقاہوں اور درگاہوں پر براجمان ہیں۔ ان سے بچنا ضروری ہے، ان کے ہاتھ کے چھلکتے جام سمِ قاتل ہیں۔ نیز علما بھی دو طرح کے ہیں؛ علمائے حق اور علمائے سوء۔ علمائے سوء کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسلک محدثین پر نہیں ہوتے، شرک وکفر اور بدعات وخرافات کے خوگر ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی من چاہی تعبیریں کرتے ہیں، اہل سنت والجماعت کے مخالف ہوتے ہیں۔ ان سے بچنا ضروری ہے۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''رب جو کسی کو دیتا ہے، بواسطہ پیغمبر دیتا ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص932)

بے دلیل بات ہے۔ رب تعالیٰ ہر ایک کو دیتا ہے، وہ مخلوق کے واسطے کا محتاج نہیں۔

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''انبیاء و اولیا دور سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص933)

انبیا و اولیا دور و نزدیک سے زندگی میں یا بعد از وفات فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوق کے ہاتھ میں نفع نقصان نہیں۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''جو (ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق میں نابینا ہو گیا ہے...... عشق میں عقل کھو چکے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص934)

بے ثبوت بات ہے۔ بے شک سیدنا عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے، نابینا ہونے کا سبب عشق رسول نہیں تھا، کیونکہ عشق جھوٹی محبت کا نام ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی ہستیوں کے لیے ایسی جھوٹی باتیں بیان کرنا، اُن کی بے ادبی ہے، صحابہ کا ادب چاہیے۔

⑲ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتے اولاد آدم کے پاس آئے اور جنتی کافور ہمراہ لائے اور ان کے سامنے آپ کا غسل و کفن و دفن کیا، تاکہ یہ اسے سیکھ لیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص935)

اس پر کوئی دلیل نہیں ملی۔

⑳ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’(نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: شیطانی فرقہ نجد سے نکلے گا۔‘‘

(تفسیر نور العرفان، ص939)

نبی کریم ﷺ نے کسی حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ شیطانی فرقہ نجد سے نکلے گا۔ البتہ نبی کریم ﷺ نے نجد کو فتنوں کی آماجگاہ قرار دیا ہے، اس نجد سے مراد نجدِ عراق ہے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَمَا أَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ لِأَنَّ أَهْلَهٗ يَوْمَئِذٍ كَانُوا أَهْلَ كُفْرٍ، فَأَخْبَرَ أَنَّ الْفِتْنَةَ تَكُونُ مِنْ تِلْكَ النَّاحِيَةِ، وَكَذٰلِكَ كَانَتْ، وَهِيَ وَقْعَةُ الْجَمَلِ وَوَقْعَةُ صِفِّينَ، ثُمَّ ظُهُورُ الْخَوَارِجِ فِي أَرْضِ نَجْدٍ وَّالْعِرَاقِ وَمَا وَرَائَهَا مِنَ الْمَشْرِقِ، وَكَانَتِ الْفِتْنَةُ الْكُبْرَى الَّتِي كَانَتْ مِفْتَاحَ فَسَادِ ذَاتِ الْبَيْنِ قَتْلَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، وَكَانَ يُحَذِّرُ مِنْ ذٰلِكَ وَيُعْلِمُ بِهٖ قَبْلَ وُقُوعِهٖ، وَذٰلِكَ مِنْ دَلَالَاتِ نَبُوَّتِهٖ.

’’نبی کریم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ اس لیے فرمایا کہ اہل مشرق اس دور میں کافر تھے۔ آپ ﷺ نے بتا دیا کہ فتنے اس طرف سے سر اٹھائیں گے۔ بالکل ایسے ہی ہوا۔ جنگ جمل و صفین اور خوارج کا ظہور نجد و عراق اور اس کے نواحی علاقوں ہی میں ہوا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صورت میں سب سے بڑا فتنہ جو دائمی فساد کا سبب بنا، وہ بھی اسی سمت سے آیا تھا۔ نبی کریم ﷺ

ان فتنوں کے واقع ہونے سے قبل ہی اس سمت سے خبردار اور متنبہ فرماتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک بہت بڑی نشانی تھی۔''

(عمدة القاري : 199/24)

㉑ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''متبرک مقامات پر عبادت کرنے کا بڑا درجہ ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص940)

تبرک صرف نبی کریم ﷺ سے منسوب چیزوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے، ان میں سے کوئی بھی چیز دنیا میں موجود نہیں۔ کوئی مقام متبرک نہیں۔ البتہ مبارک مقامات موجود ہیں۔

㉒ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''تفسیر عزیزی میں ہے کہ بعض صالحین کی روحیں علیین میں ہیں، بعض کی ارواح زمزم میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان رہتی ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص940)

بے دلیل بات ہے۔

㉓ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اگر حضور گنبد خضرا سے تمام عالم کو ملاحظہ فرمائیں، تو کوئی مضائقہ نہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص940)

غلو پر مبنی بے دلیل بات ہے۔ نبی کریم ﷺ حیات طیبہ میں پس دیوار بھی نہیں دیکھ سکتے تھے، بعد از وفات کیسے دیکھ سکتے ہیں؟

㉔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا کے نزدیک......مرنے سے چالیس دن تک مردے کی روح کا تعلق

اس عالم سے بھی ہوتا ہے اور اس طرف سے بھی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص941)

یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

۴۵ مفتی صاحب سورت طارق (۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''ایک بار ابو طالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے، حضور نے انہیں دودھ روٹی عطا فرمائی، ابو طالب کھا رہے تھے کہ ایک تارا ٹوٹا، جس سے تمام فضا جگمگا گئی، ابو طالب گھبرا کر بولے: یہ کیا؟ حضور نے فرمایا کہ یہ نشانِ قدرت ہے اور یہ وہ تارا ہے، جس سے شیطان مارے جاتے ہیں، ابو طالب کو سخت تعجب ہوا اور حضور کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص944)

بے سند روایت ہے۔

۴۶ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''رب تعالیٰ کے نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں، دیکھو اللہ کا نام حافظ ہے، مگر فرشتوں کو حافظ بتایا گیا۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول ہمارے حافظ و ناصر ہیں۔ انبیا، اولیا، فرشتے بحکم رب دافع بلا، مشکل کشا ہیں، کیونکہ وہ حافظ ہیں، جو بلائیں نہ آنے دیں، مشکلیں آسان کریں، حکومت محافظ کو بندوق وغیرہ طاقت دیتی ہے، رب نے بھی ان حافظوں کو طاقت بخشی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص944)

اللہ تعالیٰ حافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ایسے ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ فرشتے حافظ ہیں، ان کی حفاظت ایسے ہے، جیسے ان کی شان کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

صفات کمال ہیں، جبکہ مخلوق کی صفات ایسی نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ''اللہ کے نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں'' کیونکر درست ہوا؟ فرشتوں کو حافظ کہنے سے ثابت نہیں ہوتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ فرشتے اللہ کی مشیئت کے تحت اُمور سرانجام دیتے ہیں۔

انبیائے کرام، اولیائے عظام اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دافع بلا اور مشکل کشا نہیں، کیونکہ مافوق الاسباب اُمور میں انبیاء، اولیا اور فرشتوں سے مدد مانگنا شرک ہے۔ تحت الاسباب اُمور میں مدد زندوں سے مانگی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ اس پر قادر ہوں۔ کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کو دافع بلا سمجھ کر فریاد نہیں کی، مشکل کشائی کے لیے نہیں پکارا۔

کسی نبی، ولی کو یہ طاقت نہیں بخشی گئی کہ وہ کسی کو اولاد دے، شفا دے، وغیرہ۔

۲۷۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے آسمان ہم سے بہت دور ہے، مگر ہزار ہا فیض وہاں سے آرہے ہیں، ایسے ہی اگرچہ مدینہ منورہ دور ہے، مگر سارے فیض وہاں سے آرہے ہیں۔ لاکھوں کوس سے سورج گندی زمین کو پاک کردیتا ہے، ایسے ہی مدینے کا سورج ہمارے گندے دلوں کو پاک کرتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص947)

محض مبالغہ آرائی ہے۔

۲۸۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اصحاب کہف کے کتے کو اولیا کی صحبت سے دائمی زندگی اور عظمت ملی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص949، 956)

اولیاء اللہ کی شان میں غلو ہے۔ کتا تو کتا ہوتا ہے، اولیائے کرام کا ہو یا کسی کا بھی۔

اس کی کوئی عظمت نہیں۔ وہ نجس العین ہی ہے۔ اصحاب کہف کے کتے کے جنت میں جانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

۲۹۔ مفتی صاحب سورت بلد (۱۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''یا اے محبوب! تمہیں کیا خبر، وہ عقبہ کیا ہے؟ اس سورت میں یہ کلام اگلے مضمون کی اہمیت دکھانے کے لیے ہے، نہ کہ حضور کے علم کی نفی کے لیے ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص950)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کے لیے ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ عقبہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی علم تھا، جسے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی کرتا تھا۔

❀ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (198ھ) فرماتے ہیں:

مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ : ﴿وَمَا أَدْرٰكَ﴾، فَقَدْ أَعْلَمَهٗ، وَمَا قَالَ : ﴿وَمَا يُدْرِيكَ﴾ فَإِنَّهٗ لَمْ يُعْلِمْهُ .

''قرآنِ کریم میں جن چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ﴿وَمَا أَدْرٰكَ﴾ (آپ کو کیا معلوم ہے؟) کہا ہے، ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی تھی اور جن چیزوں کے بارے میں ﴿وَمَا يُدْرِيكَ﴾ (آپ کو کہاں معلوم؟) کہا ہے، ان کے بارے میں خبر نہیں دی۔''

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 2014، تغليق التّعليق لابن حَجَر : 205/3، وسندهٗ صحيحٌ)

۳۰۔ مفتی صاحب سورت بلد (۱۳) لکھتے ہیں:

''مؤمن میت کے ذمہ اگر روزے، نماز رہ گئے ہوں، تو ان کا فدیہ (حیلہ

اسقاط) کر کے اسے آخرت کی گرفتاری سے چھڑانا بھی اس میں شامل ہے، بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ ہے کہ میت مجبور ولاچار ہے۔ اس آیت سے ایصال ثواب، ختم، فاتحہ، تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ کا ثبوت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے کہ ان سب میں میت کی گردن کو عذاب الٰہی سے چھڑانا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص950)

صحابہ اور سلف صالحین کے مطابق قرآن وسنت پر عمل کرنا چاہیے، کیونکہ یہ سب سے بڑھ کر شریعت کے مطالب ومعانی جانتے تھے۔ کسی صحابی، تابعی سے اس آیت کی یہ تفسیر ثابت نہیں۔ ایصال ثواب کی مشروع صورتوں کو اختیار کرنا چاہیے، اپنی طرف سے ایصال ثواب کی کوئی صورت نکالنا ایجاد دین ہے۔ ختم، فاتحہ، تیجہ، دسواں، اور چہلم وغیرہ یہ شکم پروری کے ذرائع ہیں، کافر قوموں سے مستعار ہیں۔ ان کے ہاں ان کے یہ نام نہیں، ہم نے ان خرافات کو اپنا نام دے کر دین بنالیا ہے۔

میت کے ذمہ اگر نذر کے روزے تھے، تو اس کی طرف سے اس کا ولی یہ روزے رکھے گا، اگر رمضان کے روزے تھے، وہ بیماری کی وجہ سے نہیں رکھ سکا، تو اس کی طرف سے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا، اگر بلا شرعی عذر روزے نہ رکھے، تو اس کی طرف سے روزے نہیں رکھے جائیں، نہ ہی فدیہ دیا جائے گا۔ اگر ہر سال ہر ایک اس کی طرف سے روزے رکھے، تب بھی اس کے کندھوں سے ان کا بار نہیں اُترے گا۔

جہاں تک نماز کا تعلق ہے، تو کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ نماز اگر بامر مجبوری ادا نہیں کی، تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اگر جان بوجھ کر چھوڑی، تو اس کی طرف سے فدیہ نہیں، نہ ہی اس کی طرف سے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ اس گناہ کا بار اس کے کندھوں

سے نہیں اُترے گا۔

۳۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''عورت بڑا فتنہ ہے، پہلا قتل ہابیل عورت ہی کی وجہ سے ہوا۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص951)

بے دلیل ہے۔

۳۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت علی حضور کے مظہر ولایت ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص951)

۞ نیز لکھتے ہیں:

''جن (علی رضی اللہ عنہ) کے ذریعے تا قیامت اولیاء اللہ کو ولایت کے سودے ملیں گے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص954)

یہ شیعیت ہے۔کبھی یہ بھی کہا ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر ولایت ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو یا تقصیر گمراہی ہے۔اہل سنت والجماعت توسط سے کام لیتے ہیں، ہر صحابی کا جو حق ہے، اسے دیتے ہیں۔غلو و تقصیر اور افراط و تفریط سے اجتناب کرتے ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ بے شک اللہ اور اس کے رسول کے محبوب اور محبّ تھے، مگر چوتھا خلیفہ ہونے کا شرف پاتے ہیں۔

متواتر حدیث ہے: ''جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کے دوست ہیں۔'' اس حدیث نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔لیکن اس حدیث کی بنا پر یہ انداز اختیار کرنا قطعاً مناسب نہیں۔اس میں تشیع کی طرف داری ہے۔

۳۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''(عبدالمطلب) اپنے فرزند ابو طالب کو، جو حضور کے حقیقی چچا تھے، آپ کی پرورش کی وصیت فرما گئے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص953)

اس پر کوئی دلیل نہیں۔

۳۴۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت آدم وحوا جنت سے انجیر کے پتے جسم پر لپیٹے دنیا میں آئے اور زمین کی ہرنی کو یہ پتے کھلا دیے، جس سے اسے حسن اور مشک نصیب ہوا۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص954)

مستدرک حاکم (۳۲۴۵) وغیرہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی قول ثابت نہیں۔اس کی دونوں سندیں ضعیف ہیں۔

پہلی سند میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے، جبکہ دوسری میں ابوعمر نضر خزاز متروک اور ابو یحییٰ حمانی ضعیف ہے۔

جب قول ہی ثابت نہیں، تو وہ پتے ہرنی کو کھلانے کا کوئی معنی نہیں۔

۳۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''عشاق فرماتے ہیں کہ انجیر سے مراد حضور کے الفاظ طیبہ ہیں، جو میٹھے، مفید اور ہمیشہ کارآمد ہیں اور زیتون سے مراد حضور کے خیالات، جو ہمیشہ نافع ہیں، یا انجیر سے مراد ابوبکر صدیق ہیں، جو سراپا رحمت ہیں اور زیتون سے مراد عمر فاروق، جن کی خلافت اسلام کے لیے بڑی مفید ہے، یا انجیر سے مراد شریعت ہے اور زیتون سے مراد طریقت ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص954)

یہ ملحدانہ تفسیر ہے، جو قرآن کریم کی تحریف پر مبنی ہے۔

۳۶۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''موسیٰ علیہ السلام طالب تھے اور کتاب مطلوب، اس لیے وہ کتاب لینے طور پر گئے، مگر حضور مطلوب ہیں اور قرآن کریم طالب۔ اس لیے قرآن حضور کے پاس آیا، جب حضور مکی تھے، تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں، جب حضور مدنی ہو گئے، تو آیات بھی مدنیہ ہوئیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص954)

انبیائے کرام اور کتب الٰہیہ کے بارے میں ایک انداز گفتگو قطعا درست نہیں۔ یہ غلو ہے۔ اس طرح کا غلو پہلی قوموں کی ہلاکت کا باعث بنا۔

۳۷۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''مکہ اور مدینہ کا ہر گلی کوچہ طور سینا ہے، عشاق کہتے ہیں کہ حضور کا سینہ فیض کا گنجینہ طور سینا ہے، جہاں ہر وقت رب کی تجلی ہوتی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص954)

آیت کی واضح تحریف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مبالغہ آرائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر وحی کا نزول تو ہوتا تھا، مگر یہ کہنا کہ ''ہر وقت رب کی تجلی ہوتی ہے'' غلو اور گمراہی پر مبنی بے دلیل بات ہے۔

۳۸۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''عشاق کے مشرب میں امانت والا شہر قلب پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جہاں دیدار یار کا بازار لگا ہے، جہاں سب کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں، جہاں اللہ کی

تمام نعمتوں کے سودے ملتے ہیں، بشرط عقیدت ومحبت کی نقدی لائے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص954)

قرآن کی تحریف ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں غلو ہے۔ گمراہ صوفیا اور ملحدین کی جسارت ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے دیدار الٰہی نہیں کیا، نہ ہی آپ کی ذات سے سب کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عاجز ومحتاج بندے تھے۔ بعض نے آپ کی شان میں تجاوز کرتے ہوئے آپ کو رب تعالیٰ کا شریک بنا دیا۔

۳۹۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''یا اس سے حضرت علی مرتضیٰ مراد ہیں، جو مدینہ علم کے دروازہ ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص954)

یہ رافضیت ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو ہے۔ جن روایات میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ علم کا دروازہ ہیں۔ اُن کی ساری کی ساری سندیں ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

۴۰۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''علی مرتضیٰ کا خیبر میں نماز عصر قربان کرنا۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص957)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سورج کا پلٹنا ثابت نہیں۔

۴۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام، بلکہ بعض اولیاء اللہ کو ایمانیات کا عین الیقین حاصل ہوتا ہے، وہ دنیا میں رہ کر جنت وجہنم کا مشاہدہ، بلکہ حضور کی ملاقات بھی کرتے ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص960)

غلو پر مبنی بے ثبوت بات ہے۔

۴۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''کعبہ معظّمہ مظہر ذات ذوالجلال ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص962)

گمراہ کن باطل بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو اپنی ذات کا مظہر نہیں بنایا۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ اس لیے کیا جاتا ہے، کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

۴۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کو اپنی زندگی کی خبر تھی کہ فتح مکہ اور ان واقعات کو بغیر دیکھے ختم نہ ہو گی، اس لیے حضور نے فتح مکہ کے بعد پہلے سال حج نہ کیا کہ اپنی زندگی کا یقین تھا۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص964)

دعویٰ بلا دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی زندگی کے متعلق خبر نہیں تھی۔ آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ مجھے کب موت آئے گی۔ البتہ جب موت کا وقت قریب ہوا، تو آپ کو بہت سارے اشارے مل گئے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ .

''میں نہیں جانتا، ہوسکتا ہے کہ میں اس حج کے بعد دوبارہ حج نہ کرسکوں۔''

(صحیح مسلم : 1297)

❁ نبی کریم ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں فرمایا:

إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِلٰى قَابِلٍ صُمْتُ التَّاسِعَ .

''اگر اللہ نے چاہا اور میں اگلے سال تک زندہ رہا، تو نو محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 330/10، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(لقمان : ٣٤)

''پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، (پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی)﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(لقمان : ۳۴)''قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور رحم مادر میں جو ہے، اس کا علم رکھتا ہے، کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور کہاں فوت ہوگا؟ بے شک اللہ خوب جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 353/5، وسندہٗ حسنٌ)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مسند احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 89/7)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الدّر المَنثور : 531/6)